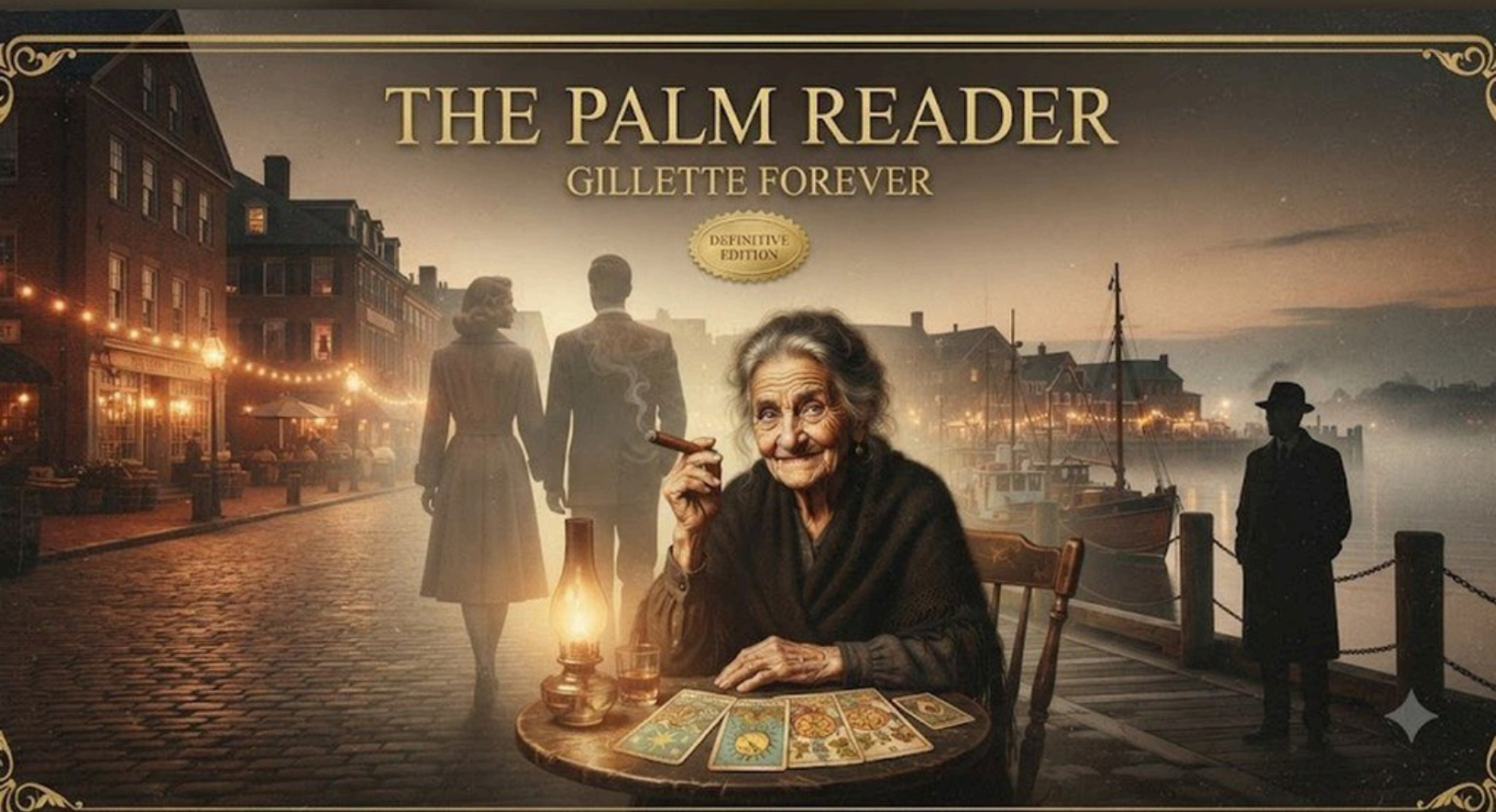


THE PALM READER

GILLETTE FOREVER

DEFINITIVE
EDITION



Wall Street کی دست شناس — اگلا حصہ

چند دن پہلے بوسٹن میں بانوے برس کی پرتگالی دست شناس سے ہونے والی ملاقات میری خاموشی کے اندر ایک حیرت اور ایک خوش گوار یاد چھوڑ گئی تھی، اور ساتھ ایک مسکراہٹ جو کوئی لفظ نہ کہتی تھی مگر ہمیشہ ایک ہی بات سوچتی تھی: اور اب ایسا کیا ہوگا جو میں نے پہلے سے نہ بھانپ لیا ہو؟

باطنی علم، فیثاغورث اور اس کی جیومیٹری کے اندر، پچھلے تینتیس برس سے میری ثقافتی بنیاد رہا تھا۔ جادو سے، سفید ہو یا کالا، میرا کبھی سچ مچ سامنا نہیں ہوا تھا — میں نے اسے طنزاً، نیک مقاصد کے لیے، صرف زائچے اور برج پڑھنے میں برتا تھا۔ ہر صبح اخباروں کے چھوٹے چھوٹے کالم پڑھ لینے میں کچھ نہیں لگتا تھا، اور میں نے ان کی افادیت کا رخ صرف ایک چیز کی طرف رکھتا تھا: خوب صورت، ناممکن عورتوں کو جیتنا، وہ عورتیں جو کہتی تھیں کہ انہیں مردوں کا انتظار نہیں، مگر ہمیشہ ٹھیک مجھ جیسے ہی کسی ایک کی تلاش میں رہتی تھیں۔

اس شام میں ہوٹل لوٹا، بارہویں اسٹریٹ پر — حالانکہ وہ درحقیقت شہر کا کوئی پتا نہیں تھا، وہ بس میں تھا جو رستوران سے اپنے سونے کی جگہ تک بلاک گنتا تھا، تاکہ راستہ نہ بھول جاؤں۔

رات کا کھانا وہی تھا جو برسوں سے ہمیشہ ہوتا آیا تھا — میں MAIN کی اپنی لابسٹر والی لنگوینی کبھی نہ چھوڑتا، وہ جو انگریزی بولتی تھی، جبکہ میری والی افریکانز بولتی تھی اور ہمیشہ سمجھ میں نہ آتی تھی، افریقی قبائلی زبانوں اور ڈچ کا ایک آمیزہ۔

شراب کے بارے میں کوئی شک نہ تھا: ہر کھانے پر ایک گلاس، ہمیشہ، سرخ، اطالوی — زبان کو اور کچھ درکار نہ تھا۔ مگر جب لے جیب طے کرتی تو اسے چھوڑ کر نلکے کے پانی پر آ جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔

میرا کمرا خوب صورت تھا، ایسی سہولتوں سے بھرا ہوا جو بند ہی رہیں — ایک سوئمنگ پول، ایک گالف کورس، ایک سونا، مالش کا ایک کمرا، دو سنہرے بالوں والی عورتیں اور دو سیاہ فام عورتیں اور ایک سرخ بالوں والی، ایک سرمائی باغ، سب کچھ داخلے پر ٹنگی ایک ہی تصویر میں کسی پہیلی کی طرح سمٹا ہوا۔

اور پھر وہ اکہرا پلنگ، جس پر کروٹ بدلو تو اسپرنگ چیخ اٹھتے، سوراخوں سے بھری ایک سرخ آرام کرسی، ایک چھوٹی سی میز — سب کچھ قیمت میں شامل، ایک رات کے چند ڈالر، اندر جانے سے پہلے ادا شدہ۔

غسل خانہ سب سے نمایاں چیز تھا — تاریخ کا پہلا سچا پہلے آواز دے کر جانے والا غسل خانہ۔ بس چلانا ہوتا تھا: خالی ہے؟ اگر دس سیکنڈ کے اندر کوئی جواب نہ دیتا تو وہ تمہارا تھا — راہداری میں ایک ہی جگہ جو بیس کمروں کے کام آتی تھی، مرد وزن کے لیے مشترک، تاکہ عدم مساوات پیدا نہ ہو۔

رات کے 10:34 بجے تھے۔ میں تھکا ہوا تھا، نیند آنے ہی والی تھی کہ دروازے پر دستک سنائی دی۔ میں نے سوچا کوئی غلط کمرے پر آگیا ہے اور اٹھا نہیں۔ پھر ایک اور دستک ہوئی، اور گھڑی کے حساب سے رات کے 2:46 بج چکے تھے — وقت بہر حال آگے بڑھتا رہا تھا، کسی کو خبر ہوئے بغیر۔

میں دروازہ کھولنے اٹھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ جب میں پلنگ کی طرف پلٹا تو کوئی میری سرخ آرام کرسی میں بیٹھا تھا۔ فریگا، اس نے کہا، آخر میں نے تمہیں ڈھونڈ ہی لیا۔

اس کی شبیہ دھندلی تھی، غیر انسانی، کسی عکس کی طرح۔ میں نے سمجھنے کی کوشش کی کہ کہیں یہ کسی ہولوگرام کے اندر کا کوئی شعبہ تو نہیں۔ مجھے اس کی تصدیق کے لیے کچھ نہ ملا۔

ڈھونڈنے کا کوئی فائدہ نہیں، نہ یہ بوجھنے کی کوشش کا کہ میں کون ہوں — میں تمہیں اس زحمت سے بچا لیتا ہوں۔ میں وہی بھوت ہوں جس سے تم دست شناس کے ہاں ملے تھے، اور میں Gillette کی داستان کی جلد 15 کا انجام جاننے آیا ہوں۔ بدلے میں، میں تمہیں تمہاری GILLETTENARRATIVE کے لیے دو راز دوں گا۔

اگر میں یہ قصہ کسی کو سناتا تو وہ مجھے کھڑے کھڑے بوسٹن ہسپتال میں داخل کرا دیتے۔ سو میں نے پکا کر لیا کہ یہ کبھی کسی ذی روح کو نہیں سناؤں گا۔

کتاب 15 کا آخری حصہ یہ ہے:

دو کیوبن عورتوں نے، ماں اور بیٹی، جوان اور خوب صورت، دونوں نے — الگ الگ وقتوں میں، الگ الگ طریقوں سے — میرے ساتھ اکیلے رہنے، بات کرنے کی گنجائش نکالی تھی، اور دونوں اس میں سے ہل کر نکلی تھیں۔ دونوں ایک ہی چیز چاہتی تھیں: مجھ سے شادی۔

میں نے کبھی شادی کی انگوٹھی نہیں پہنی، اپنی انگلیوں کے ایک پیدائشی نقص کی وجہ سے، جس کی تصدیق 1993 میں میری شادی سے پہلے ہو چکی تھی — اور میری بیوی نے میرا یہ عیب بھی قبول کر لیا تھا۔ ایک صبح میں کیوبا سے نکل گیا۔ میں نے بغیر کسی ریزرویشن کے اٹلی کی پہلی پرواز پکڑی — جو کوئی اُن جگہوں کو جانتا ہے وہ مشکل کا اندازہ تو کر سکتا ہے، مگر یہ کبھی نہیں کہ میں نے یہ کیا کیسے — عورتوں سے، ایک ایک کر کے، پوری رازداری میں، یہ کہتے ہوئے کہ میں جلد لوٹوں گا، کہ میں ان سے شادی کروں گا۔

ایسا کبھی نہ ہوا۔

میں نے سوچا تھا کہ ایک دن وہ مجھے اور میرے وعدوں کو بھول جائیں گی۔ مگر نہیں: انہوں نے اورولا کے افریقی مذہب کے ایک آئیفا کی خدمات لینے کی ٹھانی، تاکہ بدی کو پکارا جائے اور مجھ پر موت کی بددعا ڈالی جائے — وہ والی جس میں پیسے واپس نہیں ہوتے۔

اور وہ کام کر رہی تھی۔ مجھے بھاگم بھاگ انتہائی نگہداشت میں پہنچایا گیا، موت کی ڈیورٹی میں، جب ہیموگلوبن کی سطح پانچ فیصد سے نیچے نکلی، پھیپھڑوں میں پانی، سانس لینے میں دشواری — اور رپورٹ نے مجھے جینے کے لیے چھتیس گھنٹے دیے، زیادہ سے زیادہ۔

تجہیز و تکفین والی کمپنی بھی آپہنچی، اور تابوت پلنگ کے برابر رکھ دیا۔ میں یہ سب دیکھتا رہا۔ مجھ میں ایک سانس باہر دھکیلنے کی بھی سکت نہ رہی تھی۔ تب بھی، مجھے لکھنے کا خیال تک نہ آیا۔

سب کچھ تیار لگتا تھا۔ سب کچھ کالے جادو کی رسم کے مطابق چل رہا تھا، کہ تینتیس گھنٹے بعد میں پلنگ سے اٹھا، ہر نلکی کھینچ نکالی اور گھر جانے کے لیے شب خوابی کے لباس میں ہی وارد سے باہر نکل گیا۔

میں پانچ کلومیٹر پیدل چلا، گھنٹی بجائی، اور میری بیوی بے ہوش ہو گئی۔ میں نے اس سے کہا pasta e fagioli بنا دو، مجھے بھوک لگی ہے۔ بیس منٹ بعد Carabinieri نے گھنٹی بجائی، جنہیں ہسپتال نے خبر کی تھی۔

وہ مُردے کو ڈھونڈ رہے تھے، اور جب میں نے انہیں بتایا کہ وہ میں ہوں تو انہوں نے اپنے سٹے پکڑے اور چلتے بنے۔

وہ لمحہ آگیا کہ میں اپنے مہمان سے کہوں کہ یہ انجام کا ایک حصہ تھا، اور یہ کہ وقت دیکھتے ہوئے میں اس سے جانے کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ مسکرایا: تمہیں یہ جاننے کا تجسس نہیں کہ

مجھے تمہیں کیا بتانا ہے؟

میں نے کہا نہیں — کیونکہ تجسس ایک زنانہ چیز ہے۔ عورتیں اسے دوسری عورتوں سے جیتنے کے لیے پہنتی ہیں۔ اور میری ماں نے مجھ سے ہمیشہ ایک ہی بات کہی تھی: عورت کے ذہن کے اندر مرد بنے رہنا۔

فرڈیننڈو